سانحہ لال مسجد اور وفاق المدارس

مولانا ولی خان المظفر
سیکرٹری صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۶ جولائی ۲۰۰۸ء کو جامعہ حفصہ کے ملبے پر ''لال مسجد شہداء کانفرنس'' منعقد ہوئی، جس میں ملک بھر سے علماء ومشائخ نے خاصی تعداد میں شرکت کی، وفاق المدارس کی قیادت بھی مدعو تھی، احقر کو بھی صدر وفاق کے ساتھ خادمانہ حاضری دینے کا موقع ملا، دوران سفر اور بعد میں اس واقعے کے متعلق کچھ باتیں ذہن میں گردش کرتی رہیں، جو نذرِ قارئین کی جاتی ہیں:

جامعہ فریدیہ، لال مسجد اور بالخصوص جامعہ حفصہ نے بہت تھوڑی مدت میں جو عظیم الشان خدمات انجام دیں، یہ جامعہ کے بانی حضرت مولانا محمد عبد اللہ شہید اور ان کے فرزندِ ارجمند کے اخلاص اور انتھک جد وجہد کا ایک نمونہ ہیں، ملک بھر بالخصوص اسلام آباد جیسے آسائش پسند ماحول میں انہوں نے بڑی قربانیوں کے ساتھ دینی تعلیم وتربیت، مثالی نظم وضبط اور اخلاص وللّٰہیت کا ماحول بنایا، اسلام آباد کے رہنے والوں کو قرآن وسنت کی مبارک تعلیمات کے قریب کیا، ان کو بامقصد زندگی کی تعلیم دی اور یوں مغربیت کا اثر لئے ہوئے لوگوں کو اسلام کا بھولا ہوا سبق پڑھا کر ان میں دینی حمیت، دوسروں کے لیے دردمند ہونا اور اسلام کی سربلندی کے لیے جینا مرنا سکھایا۔

۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو اسلام آباد سمیت ملک کے شمالی حصہ پر جس قیامت خیز زلزلے کی لہر آئی، یہی مولانا عبد العزیز صاحب اور جامعہ فریدیہ کے معصوم طلبہ تھے، جو سب سے پہلے اپنے بھائیوں کی مدد اور دادرسی کے لیے کشمیر کے پہاڑوں، دور دراز علاقوں اور ہزارہ کے دیہاتوں میں پہنچے، جس وقت فوج سمیت کسی تنظیم اور این جی اوز نے حرکت بھی نہیں کی تھی، انہوں نے امدادی کیمپ لگائے اور خیمہ بستیاں قائم کیں؛ حالانکہ خود مدرسہ لاکھوں روپیہ کا مقروض تھا اور اساتذہ کی تنخواہیں کئی مہینوں سے بند تھی، یتیم بچوں اور بچیوں کو غیر ملکی خونخوار، ایمان وغیرت کے مہذب ڈاکوؤں کے رحم وکرم پر چھوڑنے کی بجائے اپنے والدین جیسا سہارا دیا، ان کی عزت وناموس کا خیال رکھا، نہ صرف یہ کہ باعزت چادر، محفوظ چاردیواری فراہم کی، بلکہ ان کی تعلیم وتربیت کا بھی معقول انتظام کیا، یہی بہی خواہی، ہمدردی اور محبت مولانا عبد العزیز صاحب اور غازی عبد الرشید شہید کے حصہ میں آئی جو گولیوں کی بوچھاڑ، اور توپوں

کی گونج گرج سے ذرا بھی متاثر نہ ہوئی، دنیا نے استاد اور شاگرد کے بے مثال تعلق ومحبت کا مظاہرہ دیکھا، اِس مقدس رشتے کے پاس ولحاظ اوراحترام کے عجیب وغریب مناظر دیکھے۔

جامعہ فریدیہ، لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اوران کا وسیع نیٹ ورک اسلام دشمن عناصر کے لیے ایک بڑا چیلنج بنا ہوا تھا، مغربی سازش کار دیکھ رہے تھے کہ یہ خالص دینی آواز، اسلام آباد کی بند گلیوں اور خاموش کوٹھیوں میں بڑی تیزی کے ساتھ داخل ہو رہی ہے، دیکھتے ہی دیکھتے اسلام آباد کی سڑکوں پر نورانی، معصوم چہروں والے طلبہ، اور باعزت، حجاب میں ملبوس حیادار طالبات کی چہل پہل شروع ہوئی، جو کسی مثبت تبدیلی کا اشارہ دے رہی تھی، یہ مغرب زدہ حکمرانوں کو بھی راس نہیں آرہا تھا؛ چنانچہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو لال مسجد کے صحن میں دن دیہاڑے فائرنگ کر کے مولانا محمد عبداللہ صاحب کو شہید کیا گیا، اوراس کے بعد بھی کئی باراس مدرسے کو بند کرنے کی کوششیں کی گئیں، راقم السطور کی موجودگی میں مختلف بااثر حکومتی شخصیات نے کئی بار مذاکرات کے دوران جامعہ فریدیہ یہاں سے منتقل کرنے کی بات کی، جنرل احسان الحق، شوکت عزیز اور اعجاز الحق سمیت کئی لوگوں کی کوشش یہی تھی، جس کے گواہ صدر وناظم اعلی وفاق، حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی، مفتی منیب الرحمان وغیرہ حضرات موجود ہیں، ،پولیس ایکشن اور چھاپوں اور لال مسجد انتظامیہ کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کرنے سمیت تمام اوچھے ہتھکنڈوں میں ناکامی کے بعد یہ نیا راستہ اختیار کیا گیا؛ تاکہ پوری قوت کے ساتھ اس تحریک کو دبایا جائے، یہ کوئی فوری فیصلہ نہیں تھا، بلکہ اس کے لیے ایوانِ صدر اور پینٹاگون میں پہلے سے رابطے تھے۔

اس واقعے کے حوالے سے ملکی تاریخ میں نہایت پیچیدہ اور نازک حالات کے اندر رہتے ہوئے بھی وفاق کی قیادت بالخصوص صدر وفاق نے جس مثالی عزم واستقلال کا ثبوت دیا اور نہایت سنجیدگی ومتانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لال مسجد کی تحریک کے مقاصد کو پرامن طریقے سے حاصل کرنے کی کوشش کی اور بڑے دوررس فیصلے کیے، ان کو سمجھنے کے لیے تمام واقعات کا پس منظر، ملکی وغیر ملکی پروپیگنڈوں سے الجھائے ہوئے تلخی کے ماحول کو سمجھنا اور تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کی تہہ تک پہنچنا بہر حال ضروری ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی پیش نظر رہے کہ وفاق کی قیادت کا ٹکراؤ ایک ایسی حکومت سے تھا جو مغربی آقاؤں کی تمنائیں برلانے اوران سے دادِ تحسین حاصل کرنے کو ہی اپنے لیے اونچا مقام اور بڑا ہدف سمجھتی تھی، اس مقصد کے آگے کسی انسانی، مذہبی، قانونی واخلاقی پابندی کے مطلقاً قائل نہ تھی، ظاہر ہے کہ ایسی حکومت سے اپنے مطالبات منوانا اور مناسب ماحول میں مذاکرات کرنا آسان کام نہیں تھا۔

۳ جولائی ۲۰۰۷ء سے ۱۱ جولائی تک دوقومی نظریہ کی بنیاد پر بننے والی مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دارالخلافہ ''اسلام آباد'' میں تباہی وبربادی کا جو کھیل کھیلا گیا۔ اور اسلامی نظریۂ حیات کی آواز بلند کرنے والوں کے

ساتھ جوظلم روا رکھا گیا۔ وہ تاریخ کے اوراق پر ثبت ہو چکا۔

اب رہتی دنیا تک آنی والی نسلیں اس خونی منظر نامہ کو تاریخ کے اوراق میں پڑھتی رہینگی۔ اور اس عظیم سانحہ کے پس منظر کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہینگی .... یہ واقعہ کیوں رونما ہوا؟ اسکے لیے کیا کیا اسباب پیدا کیے گیے؟ کون کون لوگ تھے؟ جو بہتے معصوم لہو کی بھاری قیمت وصول کر رہے تھے۔ اور مغربی آقاؤں سے دادِ تحسین پا رہے تھے؟ ہر شخص اپنے ذہنی پس منظر کے مطابق اور وقت و زمانے کی رعایتوں اور تاریخی عوامل کے زیر اثر رہ کر اس خونچکاں داستان کو رقم کرے گا۔ اور اپنے اپنے مطلب کے نتائج برآمد کرنے کی کوشش کرے گا، یقیناً کچھ لوگ ایسے بھی ہونگے جوان تمام واقعات کا پس منظر عینی شاہد کے طور پر بیان کرینگے، واقعات کو صرف واقعہ کے طور پر لکھنے اور واقعی نتائج فراہم کرنے کا دعوی کرینگے، مگر ہر تاریخی سانحہ کی طرح یہاں بھی صحیح صورت حال بیان کرنے والے کم ہی ہوں گے۔

لال مسجد کے اس تاریخی واقعہ میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا کیا کردار رہا، وفاق کی قیادت نے کیا کیا خدمات انجام دیں، کیا کوششیں بروئے کار لائی، وفاق کا موقف کیا تھا اور کیوں تھا، یہ سب کچھ بھی زیر بحث آئے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جامعہ فریدیہ، جامعہ حفصہ اور لال مسجد کا وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ جو گہرا روحانی، تاریخی اور تنظیمی تعلق تھا اور سرپرستی کا رشتہ تھا۔ اس لحاظ سے وفاق المدارس کی قیادت پر ان حالات کی بھاری ذمہ داریاں تھیں، ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے اور حالات سے نبرد آزما ہونے کا ایک بڑا بھاری بوجھ قیادت کے کاندھوں پر تھا، بالخصوص صدر وفاق سماحۃ الامام الشیخ سلیم اللہ خان حفظہ اللہ نے اپنے ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے جو عظیم کردار ادا کیا، ان حالات میں نہایت سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو درست سمت اختیار کی، اور صحافتی دنیا کے بازیگروں کے رات دن بدلنے والے آراء اور چلتے پھرتے تجزیوں سے ایک طرف ہو کر دانشمندانہ فیصلے کیئے وہ بھی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔

وفاق کی قیادت کا موقف اور ان کا کردار سمجھنے کی اہلیت وہ آدمی رکھتا ہے جس کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا پس منظر معلوم ہو، اس کا دائرہ کار اس کے سامنے رہے، پھر حالات کی سنگینی، مغربی دنیا کے پروپیگنڈے، ملک وملت اور دینی جامعات و مدارس کو کنٹرول کرنے والی سب سے بڑی تنظیم ''وفاق'' کے خلاف ان کی سازشوں اور سازشی عناصر پر اس کی گہری نظر ہو۔

بہر کیف وفاق المدارس کا ملک بھر میں اپنا ایک وسیع نیٹ ورک ہے، جس کے ساتھ ہزاروں مکاتب قرآنیہ، مدارس عربیہ اور جامعات منسلک ہیں، یہ سب ادارے عظیم قومی امانت ہیں، جو بڑی قربانیوں اور انتھک جدوجہد کے بعد وجود میں آئے ہیں، یہ تمام دینی ادارے اپنی اپنی جگہ پر اسلام اور مسلمانوں کی تعلیمی، تربیتی اور فلاحی

خدمات انجام دے رہے ہیں ،ان اداروں کے ساتھ ہزاروں اساتذہ اور استانیوں کا تعلق ہے ،لاکھوں طلبہ وطالبات یہاں زیر تعلیم وتربیت ہیں، لاکھوں یہاں سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں، وفاق کی تنظیم بجائے خود وہ عظیم ورثہ ہے جو اکابر دیوبند کی بہترین تعمیری صلاحیتوں، تعلیمی تجربات اور اتفاق واتحاد کا مظہر ہے، پھر وفاق المدارس اور اس کے زیر اثر مدارس وجامعات کا حلقہ اثر وارادت، اور دائرہ کار بھی صرف پاکستان تک محدود نہیں، بلکہ بیرون ملک افریقہ، امریکہ، یورپ، روس اور تمام ایشیائی ممالک اس کے اندر شامل ہیں، وفاق کی سند اور وفاق کے بزرگوں کے اعتماد کے بل بوتے پر ہی دنیا بھر میں وفاق سے وابستگان اور فضلاء، مختلف فورمز پر اسلام اور مسلمانوں کی خدمات انجام دے رہے ہیں، جو اسلامی نظام حیات ہی کا حصہ ہیں، آج جو کچھ دینی بہار نظر آرہی ہے وہ انہی کے کوششوں کا ثمرہ ہے، مدارس ومساجد کے ذریعے جو دینی خدمات جس طور وطریقہ سے بھی انجام دیے جارہے ہیں ان کو اسلامی نظام معاشرت سے الگ یا متضاد نہیں خیال کیا جاسکتا۔

مغربی سازش کاروں نے پوری دنیا کی میڈیا کو لال مسجد کی طرف متوجہ کیا تھا، پل پل کی خبریں ساری دنیا میں پھیلائی جارہی تھیں، کٹھ پتلی انتظامیہ کو سمجھایا گیا تھا کہ ایک لائبریری پر نیم قبضہ کرنے والی یہ تحریک بڑی ہی خطرناک ہے، اس کو پوری قوت سے دبایا جائے، جبکہ تحریک کے جائز اور آئینی مطالبات تسلیم کرنے پر حکومت سے پس وپیش بھی مغربی چیلے ہی کرواتے رہے؛ تاکہ حالات مزید دگرگوں ہو جائے، اور دینی مدارس کو مشتعل کر کے میدان میں دھکیل کر جدید اسلحوں سے لیس فوجوں سے انہیں ٹکرایا جائے، یہ صورت حال وفاق کی قیادت کے لیے بہت بڑا چیلنج اور ان کی سمجھ داری کے امتحان کے طور پر سامنے آئی، وفاق کی قیادت سالہا سال کی محنت ومشقت کے ثمرات ونتائج کو بیک لمحہ ختم نہیں کر سکتی تھی، جبکہ مغربی ایجنڈا یہی تھا کہ دینی قوتوں کے عوام پر روحانی تسلط کو چیلنج کیا جائے، اور ان کو پاش پاش کرنے کے لیے ماحول اور اسباب فراہم کئے جائیں۔

صدر وفاق سماحۃ الامام الشیخ سلیم اللہ خان دامت برکاتہم نے اپنی پیرانہ سالی، ضعف وبیماری اور بیسیوں اعذار کے باوجود شروع سے اخیر تک پرامن طور پر اس مسلہ کے حل کے لئے کوششیں کیں، تمام تر مشکلات اور بیماریوں کا لحاظ کئے بغیر بار بار اسلام آباد کا سفر کیا، لال مسجد کی انتظامیہ سے مشاورت کی، حکومت سے مذاکرات کئے، سب طرف سے مایوسی کے بعد بھی پرامن راستہ تلاش کرنے کے لیے دن رات ایک کر کے آخری کوشش کرتے رہے، لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شد!۔

افسوسناک واقعہ کے رونما ہونے کے بعد بھی وفاق کی قیادت نے قانونی چارہ جوئی کے لیے مشاورت جاری رکھی، سپریم کورٹ آف پاکستان کی مداخلت کا سہارا لیا، جامعہ حفصہ کے انہدام پر نوٹس دلوایا، صدر وفاق

ہونے کی حیثیت سے جابر حکمران کے اس ظالمانہ اقدام کو عدالت کے اندر چیلنج کیا۔ لال مسجد کی تحریک، ان کے منشور کی حفاظت، اساتذہ اور طلبہ کی رہائی، جامعہ فریدیہ اور لال مسجد پر سے پابندیاں ہٹانے، جامعہ حفصہ کی تعمیر، وفاقی درجات میں زیر تعلیم طلبہ وطالبات کے سالانہ امتحان کے لیے سہولت فراہم کرنے سمیت دوسرے اقدامات کئے، بیسیوں ذرائع سے کوششیں جاری رکھیں اور ملک بھر میں جابر حکمرانوں کے خلاف موٴثر آواز اٹھانے کے لیے کانفرنسوں اور جلسوں کا اہتمام کیا، اور بالآخر ۶ جولائی ۲۰۰۸ء کو اسلام آباد میں عظیم الشان شہدائے لال مسجد کانفرنس بھی وفاق کی مجلس عاملہ کی موافقت سے منعقد کی گئی۔

وفاق کی قیادت کو شہید کردہ مساجد کی دوبارہ تعمیر، دیگر مساجد ومدارس کے خلاف گھناؤنی کاروائی کا نوٹس واپس لینے اور ان کی قانونی حیثیت کا باضابطہ اعلان کرنے، اسی طرح ظالمانہ اور غیر شرعی تمام قوانین کی جگہ اسلامی قوانین لاگو کرنے سمیت تمام مطالبات سے مکمل اتفاق تھا، اور وہ اس بات پر اچھی طرح یقین رکھتی تھی کہ یہ مطالبات نہ صرف تمام اہل وطن کے جذبات کا حصہ ہیں، طریقہ کار اس انداز سے ہو کہ اپنے مطالبات منوانے کے لیے ماحول مناسب بنایا جائے ؛ تاکہ خاطر خواہ نتائج کی امید رکھی جاسکے، کیونکہ اخلاص اور للھیت کی بنیاد پر جب بھی کوئی ایسی تحریک اٹھائی گئی، جس کے اہداف بھی درست بتائے گئے، مگر تحریک پر کسی نظر نہ آنی والی قوت کا اثر جب بھی غالب رہا، اس کے نتائج تحریک کے عوامی منظر نامہ پر ابھرنے والے قائدین کی خواہشات کے مطابق نہیں نکلے، بلکہ سبوتاژ کئے گئے، اور یوں مخلص اور جانباز لوگوں کی قربانیوں کو پس پردہ اغراض ومقاصد حاصل کرنے کے لیے آسان ذریعہ بنایا گیا۔ عالمی منظر نامہ پر گہری نگاہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ پچھلی کئی دہائیوں سے دینی قوتوں اور علمائے کرام کی کوششوں، ان کی تحریکوں کے ساتھ یہی سلوک روا رکھا جارہا ہے۔ وفاق کی قیادت کے سامنے یہ سارے خدشات بھی گردش کرتے رہے، اور وہ چاہتی تھی کہ فیصلے وہ کئے جائیں جس کے نتائج کے لیے بھی نہ صرف پاکستان کی حد تک وہ تیار ہو، بلکہ پوری دنیا میں جو بھی ردعمل سامنے آئے اس سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچے، اور دنیا بھر میں چلنے والے دینی سلسلے اس کی وجہ سے متاثر نہ ہوں؛ کیونکہ وفاق اور اس کے فضلاء، مدارس، جامعات، ان کے معاونین اور تربیت یافتہ داعیوں کا دائرہ کار ان سب ممالک کو شامل تھا جو اس واقعہ اور تحریک پر پہلے دن سے گہری نظر رکھے ہوئے تھے اور ہر اقدام کو کسی دوسرے پس منظر میں دیکھنے کی کوشش کررہے تھے، اور مستقبل کے حوالے سے اس بات کا اندازہ لگانا چاہتے تھے کہ ایک دینی مدرسہ یا مسجد کیا کچھ کرسکتی ہے۔

ہم بحیثیت ایک دوست کے اپنے ساتھیوں سے گذارش کرینگے، کہ قربانی دینے سے قبل کچھ اپنے پس وپیش کے نازک حالات، مشورہ دینے والے ساتھیوں اور چاروں طرف سے آنی والی تحسین وتنقید کی آوازوں کا نہایت غور سے جائزہ لیں، تاکہ المیوں سے بچا جاسکے، اور نتائج ۹۹ فیصد بھی نہیں سو فیصد ہوں والله يقول الحق وهو يهدى السبيل. ☆